۲۰۰۳

نورالحبیب

جلد 21

تجزیاتی مطالعہ

گیارھویں قسط

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک بائبل کی ''پیدائش/تکوین (Genesis)'' ایک تجزیاتی مطالعہ

خورشید احمد سعیدی
E-mail: khursheedsaeedi@hotmail.com

سانپ: کن میں؟

پیدائش/تکوین ۳:۱۴

''اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اس لیے کہ تو نے یہ کیا تو سب چوپایوں اور دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا......''۔ [کتاب مقدس]

''اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا: چونکہ تو نے یہ کیا، ملعون ہے تو تمام چرندوں اور درندوں میں......''۔ [کلام مقدس]

اس جگہ اختلاف سانپ کے متعلق ہے کہ اسے کن جانوروں میں ملعون ٹھہرایا گیا ہے؟ کتاب مقدس کا کہنا ہے کہ اسے ''چوپایوں اور دشتی جانوروں میں'' ملعون ٹھہرایا گیا، یہی بات چاروں انگریزی بائبلوں نے ''cattle/ livestock/animals'' اور ''beast of the field/the wild animals/the wild creature'' جیسے الفاظ میں بیان کی ہے، جب کہ کلام مقدس میں ہے کہ اسے ''چرندوں اور درندوں میں'' ملعون ٹھہرایا گیا۔ یہاں کلام مقدس کے مترجمین نے چوپایوں کے بجائے چرندے اور دشتی جانوروں کے مقابلے میں درندے لکھے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر چوپایہ چرندہ اور ہر چرندہ چوپایہ ہوتا ہے؟ کیا کسی دشت میں رہنے والے تمام جانور درندے ہوتے ہیں؟ کیا تمام درندے دشت میں رہتے ہیں؟ جس طرح کتاب مقدس اور کلام مقدس نے سانپ کے بارے بتایا ہے کہ اسے ملعون ٹھہرایا گیا، تو اسی کی حمایت NIV، KJV اور NRSV میں مذکور الفاظ ''Cursed are you'' سے بھی ہوتی ہے، مگر NAB کے مترجمین اسے ملعون نہیں مانتے، اسی لیے انہوں نے ''You shall be banned from all the animals and from all the wild creature'' یعنی تمہیں تمام جانوروں اور جنگلی مخلوق میں جانے سے روک دیا جائے گا، لکھا ہے۔ جانوروں کے متعلق تعمیم و تخصیص

کے اسی قسم کے اختلافات کے علاوہ جانوروں کی انواع واقسام میں بھی اختلافات کو انہوں نے اور بھی کئی ورسز میں جاری رکھا ہے[۱۰۶] ان متضاد بیانات کی موجودگی میں کس بائبل کو سچا کہا جائے؟

ھدیہ: کن جانوروں کا؟

پیدائش/تکوین ۴:۴

''اور ہابل بھی اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ ان کی چربی کا ہدیہ لایا......''۔[کتاب مقدس]

''اور ہابیل بھی اپنی پلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا......''۔[کلام مقدس]

اس ورس میں بائبلوں کے درمیان اختلاف ہدیہ کی نوعیت پر مبنی ہے کہ ہابل خداوند کے لیے کس کس چیز سے ہدیہ لایا؟ کتاب مقدس اور KJV میں ہے کہ وہ ''اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے بچوں کا اور کچھ ان کی چربی کا ہدیہ لایا، brought of the firstlings of his flock and of the fat thereof'' جب کہ کلام مقدس میں ہے کہ وہ ''اپنی پلوٹھی اور موٹی بھیڑ بکریوں میں سے لایا'' اسی کے موافق NIV، اور NRSV تقریباً، نے لکھا ہے، ''Abel brought fat portions from some of the firstborn of his flock''۔ ہابل کے ہدیے میں کتاب مقدس کے مطابق دو قسم کی چیزیں تھیں، ایک بھیڑ بکریوں کے پہلوٹھے بچے تھے اور دوسرا چربی۔ کلام مقدس کے بیان کے مطابق ہابل کے ہدیے میں صرف ایک قسم کی چیز تھی یعنی بھیڑ بکریاں جو پلوٹھی اور موٹی قسم کی تھیں، چربی نہیں تھی۔ NAB نے یہاں عجیب تبدیلی کی ہے، اس کے مطابق ''Abel, for his part, brought one of the best firstlings of his flock. حضرت ہابیل علیہ السلام اپنی بہترین پہلوٹھی بھیڑ بکریوں میں سے صرف ایک لائے'' لہٰذا کس کو سچا کہا جائے؟

جانور: رعب میں اور ھاتھ میں

پیدائش/تکوین ۲:۹

''اور زمین کے کل جان داروں اور ہوا کے کل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رعب ہوگا، یہ اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کل مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئیں''۔[کتاب مقدس]

''اور تمہارا رعب اور ڈر زمین کے کل جانوروں اور آسمان کے سب پرندوں اور زمین پر کے سب چلنے والوں پر قائم رہے گا، سمندر کی سب مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں دی گئیں''۔[کلام مقدس]

اس ورس کے ذریعے اختلاف کو ان دو سوالوں کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک یہ کہ رعب کس کس پر ہوگا؟ کتاب مقدس کا جواب ہے ''زمین کے کل جان داروں اور ہوا کے کل پرندوں پر'' جب کہ کلام مقدس کا جواب ہے ''زمین کے کل جانوروں اور آسمان کے سب پرندوں اور زمین پر کے سب چلنے والوں پر''۔ کتاب مقدس میں رعب کے نیچے دو چیزوں کا ذکر ہے اور وہ زمین کے کل جان دار اور ہوا کے کل پرندے ہیں۔ جب کہ کلام مقدس میں رعب کے نیچے دو نہیں بلکہ تین چیزیں ہیں اور وہ زمین کے کل جانور، آسمان کے سب پرندے اور زمین پر کے سب چلنے والے ہیں۔ کیا زمین پر کے سب چلنے والوں سے مراد انسان ہیں؟ اگر نہیں تو پھر اس سے کون مراد ہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ ہاتھ میں کیا کیا دیا گیا؟ کتاب مقدس کا اس سلسلے میں جواب ہے "یہ (یعنی زمین کے کل جان دار اور ہوا کے کل پرندے) اور تمام کیڑے جن سے زمین بھری پڑی ہے اور سمندر کی کل مچھلیاں" جب کہ کلام مقدس کا جواب ہے "سمندر کی سب مچھلیاں"۔ کلام مقدس میں صرف ایک چیز یعنی سمندر کی مچھلیوں کا ذکر ہے جب کہ کتاب مقدس میں ایک نہیں بلکہ تین چیزوں کا ذکر ہے، جو صاف طور پر اس کی عبارت سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ لہٰذا دونوں میں سے کس بائبل کا بیان ناقابل اعتبار ہے؟ انگریزی بائبلوں میں رعب کے نیچے یا ہاتھ میں دینے کی اس قسم کی تقسیم کوئی نہیں ہے۔ مثلاً NRSV نے یوں لکھا ہے:

"The fear and dread of you shall rest on every animal of the earth, and on every bird of the air, on everything that creeps on the ground, and on all the fish of the sea; into your hands they are delivered."

"تمہارا خوف اور رعب زمین کے تمام جانوروں، ہوا کے تمام پرندوں، دھرتی پر رینگنے والی ہر چیز اور سمندر کی تمام مچھلیوں پر ہوگا، یہ تمہارے ہاتھوں میں دیے جاتے ہیں"۔

اس سب کچھ کے باوجود ایک سوال پھر بھی رہ جاتا ہے کہ کیا زمین کے تمام جانور حتی کہ درندے بھی حقیقۃً لوگوں کے رعب میں رہتے ہیں اور کبھی بھی حملہ نہیں کرتے؟ کیا وہ آدم خوری نہیں کرتے؟ شیر، بھیڑیا، کتا وغیرہ لوگوں کو نقصان نہیں پہنچاتے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے جو کہ یقینی بات ہے تو بائبل کی تعلیم کس حد تک لائق اعتماد ہے؟

ایک: پتی یا ٹہنی؟

پیدائش/تکوین ۸:۱۱

"اور وہ کبوتری شام کے وقت اس کے پاس لوٹ آئی اور دیکھا تو زیتون کی ایک تازہ پتی اس کی چونچ میں تھی۔ تب نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین پر سے کم ہو گیا"۔ [کتاب مقدس]

"اور وہ شام کے وقت اس کے پاس پھر آئی اور زیتون کی ایک ٹہنی سبز پتوں والی اس کے منہ میں تھی، تب نوح نے معلوم کیا کہ پانی زمین پر سے جاتا رہا"۔ [کلام مقدس]

اس ورس میں دونوں کے باہمی تضاد پودوں اور پانی سے متعلق ہیں۔ پہلا یہ کہ کبوتری کی چونچ میں کیا تھا؟ کتاب مقدس کا جواب یہ ہے "زیتون کی ایک تازہ پتی اس کی چونچ میں تھی" جب کہ کلام مقدس کا جواب ہے "زیتون کی ایک ٹہنی سبز پتوں والی اس کے منہ میں تھی"۔ کتاب مقدس کے مطابق کبوتری کی چونچ میں زیتون کے درخت کی ایک پتی تھی، کلام مقدس میں ایسا نہیں ہے، وہاں پتی کی بجائے ٹہنی ہے، جس پر سبز پتے تھے۔ کیا ایک تازہ پتی کو سبز پتوں والی ایک ٹہنی کے ہم معنی قرار دیا جا سکتا ہے؟ دوسرا یہ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتری کے لوٹ آنے پر کیا معلوم کر لیا؟ کتاب مقدس کا جواب ہے کہ آپ کو معلوم ہو گیا "کہ پانی زمین پر سے کم ہو گیا" جب کہ کلام مقدس کے مطابق آپ کو معلوم ہوا "کہ پانی زمین پر سے جاتا رہا"۔ پانی کا جاتا رہنا اور پانی کا کم ہو جانا دو مختلف باتیں ہیں، انہیں ہم معنی اور مترادف نہیں کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ اگر ہم پیدائش/تکوین ۷:۱۳-۸:۳ کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ چالیس دن اور اور چالیس راتیں زمین پر بارش ہوتی رہی، اس دوران میں حضرت

نوح علیہ السلام نے حکم خداوندی سے جنہیں کشتی میں داخل کرنا تھا، کرلیا اور کشتی کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد چالیس دن طوفان جاری رہا تو کشتی زمین سے اٹھ گئی اور تیرنے لگی، پانی اور بڑھا، یہاں تک کہ سب اونچے پہاڑ نہ صرف چھپ گئے بلکہ پانی ان کی چوٹیوں سے پندرہ ہاتھ اوپر ہو گیا، اس قدر پانی میں روئے زمین پر کچھ نہ بچا، ''فقط ایک نوح باقی بچا یا وہ جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے'' اس کے بعد بھی پانی زمین پر ایک سو پچاس دن تک اور چڑھتا رہا۔ پانی کے چڑھنے کا سلسلہ ختم ہوا تو ہوا چلی، سمندر کے سوتے اور آسمان کے دریچے بند کر دیے گئے اور بارش رک گئی۔ اب پانی نے گھٹنا شروع کیا اور ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا۔

اب ذرا سوچیے کہ اتنے عرصہ میں اور اس قدر پانی میں زمین پر کوئی درخت یا پودا زندہ سلامت بچا ہوگا؟ یقیناً نہیں۔ لہٰذا جب کبوتری چونچ میں پتی یا ٹہنی لے آئی تو واضح ہے کہ پودے تب ہی اگے ہوں گے جب زمین خشک ہوئی ہوگی، کیوں کہ نباتات گندے بدبودار جوہڑوں میں تو نہیں اگتے، ان کے اگنے کے لیے ساز گار ماحول بنا ہو گا، تب کونپلیں اور شگوفے بنے ہوں گے، پھر کہیں جا کر پتوں اور ٹہنیوں کے ظاہر ہونے کا وقت آیا ہوگا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ کتاب مقدس میں مذکور پانی کا کم ہونا اور کلام مقدس میں مذکور پانی کا جاتا رہنا، مترادف ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس پس منظر سے یہی لگتا ہے کہ کتاب مقدس KJV کا ''waters were abated'' یا NIV، NAB اور NRSV کا بھی ''water had receded / lessened / subsided'' کتاب مقدس کی موافقت میں لکھا غلط، جب کہ کلام مقدس کا قول درست ہے اور یہی حقیقت ان میں تضاد ثابت کرتی ہے۔

ایک اور نکتہ پر غور کریں تو کلام مقدس کی یہ بات کہ ''زیتون کی ایک ٹہنی سبز پتوں والی اس کے منہ میں تھی'' صداقت پر مبنی نظر نہیں آتی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بھی جانتے ہیں کہ مادہ کا جسم نر کے جسم سے کمزور ہوتا ہے، اپنے جسم کی کمزوری کی وجہ سے وہ نر کی طرح سخت جسمانی اور پُر مشقت کام نہیں کر سکتی ہے، اس لیے ہو بھی مادہ اور وہ بھی کبوتری، ایسی نرم و نازک مخلوق کے لیے زیتون کی سبز پتوں والی ٹہنی توڑنا کیسے ممکن ہے؟ مزید یہ بیان مشاہدہ کے خلاف بھی ہے۔ مثلاً کبوتر پال لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب کبوتری کے انڈے دینے کے دن آتے ہیں تو وہ کیسے باریک، چھوٹے چھوٹے اور ٹوٹے ہوئے تنکے جمع کر کے اپنا گھونسلا بناتی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبوتری درختوں کی ٹہنیاں توڑتی یا توڑ سکتی ہے۔ لہٰذا اس قسم کے خلاف عقل و مشاہدہ واقعات داستان نویسوں کے قلم سے ہی نکل سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چاروں انگریزی بائبلوں نے یہاں ''an olive leaf'' ہی لکھا ہے۔ قومی انگریزی اردو لغت میں leaf کے تحت لکھے گئے بائیس معنوں میں سے ایک بھی ٹہنی نہیں ہے۔ کیا کلام مقدس کے مترجمین کا مبلغ علم باقی پانچوں بائبلوں کے مترجمین سے زیادہ تھا؟ یا ان کا متن ان کے متن سے مختلف تھا؟ اللہ اعلم بالصواب

[جاری ہے]

حوالہ جات

۱۰۶...... پیدائش/تکوین ۱:۳۰؛ ۲:۱۹، ۲۰؛ ۳:۱، ۱۴؛ ۷:۲۱؛ ۸:۷، ۲۰؛ ۹:۱۰؛ ۲:۲۹، ۶-۹؛ ۳۰:۳۲، ۳۳، ۳۵:۳۱؛ ۱۰:۱۲؛ ۳۲:۵، ۷



اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

<u>**بارھویں قسط**</u>

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک بائبل کی "پیدائش/تکوین(Genesis)" ایک تجزیاتی مطالعہ

خورشید احمد سعیدی

E-mail: khursheedsaeedi@hotmail.com

پہاڑ: ایک یا کئی؟

پیدائش/تکوین ۱۹:۱۷

"اور یوں ہوا کہ جب وہ ان کو باہر نکال لائے تو اس نے کہا اپنی جان بچانے کو بھاگ، نہ تو پیچھے مڑ کر دیکھنا، نہ کہیں میدان میں ٹھہرنا، اس پہاڑ کو چلا جا......"۔[کتاب مقدس]

"جب اس کو نکال کر شہر سے باہر پہنچا دیا تو اس سے کہا، اپنی جان بچا، پیچھے مت دیکھ اور اس سارے میدان میں کہیں مت ٹھہر، پہاڑوں پر اپنے آپ کو بچا......"۔[کلام مقدس]

پہلا اختلاف یہاں حذف و اضافے کا ہے۔ غور کیجیے کیا کتاب مقدس کے الفاظ "اور یوں ہوا کہ" کلام مقدس میں ہیں؟ دوسرا اختلاف اس میں ہے کہ فرشتوں نے جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیا کہا؟ کتاب مقدس کا جواب ہے کہ انہوں نے کہا "اس پہاڑ کو چلا جا"۔ اسی کی تائید KJV کے لفظ "mountain" سے بھی ہوتی ہے، جب کہ کلام مقدس کا جواب ہے کہ انہوں نے کہا "پہاڑوں پر اپنے آپ کو بچا"۔ اس گروپ میں NIV نے اپنے لفظ "mountains"، NAB اور NRSV نے "hills" کے ساتھ کی ہے۔ کتاب مقدس وغیرہ میں صرف ایک پہاڑ جب کہ کلام مقدس گروپ میں کئی پہاڑوں کا ذکر ہے۔ عجیب بات یہ بھی ہے کہ کلام مقدس اگلی قریبی ورس ۱۹:۱۹ میں ایک پہاڑ کا ذکر کر کے اپنے ۱۹:۱۷ والے بیان کو غلط کر رہی ہے۔

چھاؤنیوں کی نامزدگی اور قبیلے؟

پیدائش/تکوین ۲۵:۱۶

"یہ اسمٰعیل کے بیٹے ہیں اور ان ہی کے ناموں سے ان کی بستیاں اور چھاؤنیاں نامزد ہوئیں

اور یہی بارہ اپنے اپنے قبیلہ کے سردار ہوئے''۔[کتاب مقدس]

• ''یہ اسماعیل کے بیٹے ہیں اور ان کی بستیوں اور پڑاؤں میں ان کے یہی نام ہیں اور وہ اپنے قبیلوں میں بارہ رئیس تھے''۔[کلام مقدس]

اس ورس میں دونوں کے اختلاف کو سمجھنے کے لیے کتاب مقدس کے جملہ ''ان ہی کے ناموں سے ان کی بستیاں اور چھاؤنیاں نامزد ہوئیں'' کا کلام مقدس کے جملے ''ان کی بستیوں اور پڑاؤں میں ان کے یہی نام ہیں'' سے موازنہ کریں، کیا چھاؤنیاں اور پڑاؤں ایک ہی چیز ہوتی ہے؟ انگریزی بائبلوں نے یہاں تین طرح کے مختلف الفاظ منتخب کیے ہیں، KJV میں ''towns and castles'' ہے جو تقریباً کتاب مقدس سے موافق ہے، NAB اور NRSV دونوں نے ''villages and encampmnets'' سے کلام مقدس کا ساتھ دیا ہے۔ جب کہ NIV نے ''settlements and camps'' یعنی ''آبادیاں اور کیمپ'' لکھ کر نہ کتاب مقدس کا گروپ اختیار کیا نہ ہی کلام مقدس والوں کا۔ غالباً ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَا اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ﴾---

''بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں، نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے''---[۱۰۷]

اس کے علاوہ دوسرا تضاد یہ ہے کہ کتاب مقدس کے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ بستیوں اور چھاؤنیوں کی نامزدگی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے ناموں کی بنا پر ہوئی تھی۔ کلام مقدس میں بستیوں اور پڑاؤں کی نامزدگی کا کوئی ذکر نہیں۔ وہاں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے بیٹوں کو ان کی بستیوں اور پڑاؤں میں انہی ناموں سے جانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ''یہی بارہ اپنے اپنے قبیلہ کے سردار ہوئے'' اور ''وہ اپنے قبیلوں میں بارہ رئیس تھے'' پر بھی غور کیجیے، پہلی عبارت جو کتاب مقدس کی ہے، کا مطلب یہ ہے کہ قبیلوں کی تعداد بارہ تھی اور ان کے بارہ ہی سردار تھے، کیوں کہ سردار اگر ''یہی بارہ'' تھے اور وہ اپنے اپنے قبیلے کے سردار تھے تو لامحالہ قبیلے بھی بارہ ہی ہوں گے۔ دوسری یعنی کلام مقدس کی عبارت کا مفہوم ایسا نہیں ہے، وہاں رئیسوں کو تو بارہ کہا گیا ہے مگر قبیلوں کی تعداد بارہ نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ باقی انگریزی بائبلوں کے برخلاف NAB نے ''many tribal groups'' کئی قبائلی گروپوں کا ذکر کر کے کلام مقدس سے نکلتے مفہوم کی تصدیق کر دی ہے۔ ان میں سے NRSV اور KJV نے ''twelve princes according to their nations/tribes'' لکھ کر NAB اور کلام مقدس کی کھلی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا کش مکش سے پُر اس صورت حال میں کسے سچا اور کسے جھوٹا کہا جائے؟

زرخیز یا بنجر زمین؟

پیدائش/تکوین ۲۷:۳۹

''تب اس کے باپ اِضحاق نے اس سے کہا دیکھ! زرخیز زمین میں تیرا مسکن ہو اور اوپر سے آسمان کی شبنم اس پر پڑے!''۔[کتاب مقدس]

''تب اس کے باپ اسحاق نے جواب میں کہا، دیکھ، زمین کی زرخیزی سے الگ اور آسمان کی اوس کے کنارے تیرا قیام ہوگا''۔[کلام مقدس]

بائبل کے مطابق اس ورس میں حضرت اسحاق علیہ السلام اپنے بیٹے عیسو سے باتیں کر رہے ہیں۔ غور کیجیے کہ آپ نے اسے کیا فرمایا؟ کتاب مقدس کے مطابق آپ نے فرمایا ''زرخیز زمین میں تیرا مسکن ہو اور اوپر سے آسمان کی شبنم اس پر پڑے!''۔ یہی بات KJV کی عبارت ''Behold,thy dwelling shall be the fatness of the earth, and of the dew of heaven from above'' میں بھی پائی جاتی ہے۔ جب کہ کلام مقدس کے مطابق آپ نے فرمایا ''زمین کی زرخیزی سے الگ اور آسمان کی اوس کے کنارے تیرا قیام ہوگا'' اسی طرح باقی تین NIV، NRAV اور NAB انگریزی بائبلوں نے بالترتیب ''Your dwelling will be away from the earth's richness, away from the dew of heaven above.''، ''See, away from the fatness of the earth shall your home be, and away from the dew of heaven on high. Ah,'' اور ''far from the fertile earth shall be your dwelling; far from the dew of the heavens above!'' اپنی اپنی عبارت سے کتاب مقدس کے ساتھ ساتھ KJV کی بھی شدید مخالفت کی ہے۔ اس جگہ تو بائبلوں کے دونوں گروپ ایک دوسرے کے دست بہ گریبان نظر آتے ہیں۔ کتاب مقدس اور KJV کے مطابق ٹھکانہ ''زرخیز زمین میں'' اور ''thy dwelling shall be the fatness of the earth'' ہے، جب کہ کلام مقدس اور ہم نواؤں کے مطابق زرخیز زمین سے ''الگ''، ''away from the earth's richness/away from the fatness of the earth/far from the fertile earth'' ہوگا۔ ذرا غور کیجیے وہ زمین جو زرخیز ہو اور اسے شبنم بھی مل رہی ہو، وہ کتنی مفید ہوگی؟ اس کے مالک کو اس سے کتنا منافع ہو سکتا ہے؟ اس کا مالک گھاٹے میں یقیناً نہیں رہے گا۔ یہ تو ہے کتاب مقدس کی بنیاد پر مگر کلام مقدس عیسو کو کہاں ٹھہرا رہی ہے؟ اسے ''زمین کی زرخیزی سے الگ اور آسمان کی اوس کے کنارے'' پر دور بنجر زمین میں قیام کروایا جا رہا ہے اور دعا کی بجائے بددعا دی جا رہی ہے۔

ویسے اگر غور کیا جائے تو کلام مقدس اینڈ کمپنی کا یہ سارے کا سارا موقف بالکل غلط ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خود ان کی اپنی عبارت کے مطابق ''اسحاق عیسو کو پیار کرتا تھا کیوں کہ وہ اس کے شکار میں سے کھاتا تھا'' [۱۰۸] یہ باپ بیٹے کی گہری محبت و الفت کا واضح نشان ہے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے اپنے بیٹے عیسو کے ساتھ تعلقات بہت اچھے تھے، اتنے اچھے کہ وہ اپنی ساری امانتوں اور برکتوں کا امین اسی کو بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے اسی بیٹے سے فرمایا ''دیکھ اب میری عمر زیادہ ہوگئی اور مرنے کا دن نہیں جانتا، سو اب تو اپنے ہتھیار اور اپنا ترکش اور اپنی کمان لے اور جنگل کو جا اور میرے لیے شکار کر اور میرے لیے لذیذ کھانا جیسا کہ میں پسند کرتا ہوں، تیار کر اور میرے پاس لا کہ میں کھاؤں تا کہ اپنے مرنے سے پہلے میں دل سے تجھے برکت دوں'' [۱۰۹] یہ تین ورسز صاف صاف بتاتی ہیں کہ آپ علیہ السلام اپنے بیٹے عیسو ہی کے ساتھ رہتے تھے، آپ کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا اسی کے ساتھ تھا، حتی کہ وہ اسی قرب اور محبت کی بدولت آپ کی پسند و ناپسند سے بھی اچھی طرح واقف تھا۔ تکوین ۲۷:۲-۴ میں عطائے نعمت کی خواہش کے اظہار سے لے کر تکوین ۲۷:۳۲ تک کوئی ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا جس سے باپ اور بیٹا دونوں کے گہرے روابط اتنے بگڑ جائیں کہ آپ علیہ السلام اپنے پیارے اور چہیتے بیٹے کو دعا کی بجائے بددعا دینے لگ جائیں۔ اگر کلام

مقدس وغیرہ کے بیان کو درست اور سچا مانا جائے تو پھر یہ لازم آتا ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نعوذ باللہ کوئی متلون مزاج اور بے اعتماد قسم کے انسان تھے، جنہوں نے ایک طویل عرصے پر محیط خدمت کو ہی نظر انداز نہیں کیا بلکہ پدری شفقت سے بھی کام نہ لیا۔ صرف ایک دفعہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کھانا کھلا دیا تو اتنے بدل گئے کہ وہ برکت جو آپ عیسو کو عطا کرنا چاہتے تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام کو دے دی۔ ایسا ہو ہی گیا تھا تو صرف دعا دے دیتے، چلو دعا نہ دے سکتے تھے، بد دعا تو نہ دیتے۔ کیوں کہ یہ بد دعا کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ اللہ کے ایک جلیل القدر نبی کی بد دعا تھی۔ کلام مقدس گروپ سے یہی خرابیاں اور گستاخیاں پیدا ہو سکتی ہیں، لہٰذا ان کا غلط ہونا واضح ہے۔ ان کے مقابلے میں کتاب مقدس اور KJV کا مؤقف اس سیاق کے مطابق درست معلوم ہوتا ہے۔ بائبلوں کے باہمی ٹکراؤ پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی؟

جنوب یا نجبہ؟

پیدائش/تکوین ۱۳:۱

''اور ابرام مصر سے اپنی بیوی اور اپنے سب مال اور لوط کو ساتھ لے کر کنعان کے جنوب کی طرف چلا''۔[کتاب مقدس]

''اور ابرام مصر سے اپنی بیوی اور اپنا سب مال اور لوط کو بھی اپنے ساتھ لے کر نجبہ کی طرف چلا''۔[کلام مقدس]

اس ورس میں اختلاف جگہ کے تعین سے متعلق ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضرت ابرام (ابراہیم علیہ السلام) مصر سے اپنی بیوی اور اپنے سب مال اور لوط علیہ السلام کو ساتھ لے کر کہاں چلے گئے؟ تو کتاب مقدس کا جواب ہے ''کنعان کے جنوب کی طرف'' جب کہ کلام مقدس کا جواب ہے ''نجبہ کی طرف'' کتاب مقدس اس سوال کے جواب میں ایک سمت کا نام لیتی ہے، جب کہ کلام مقدس ایک ملک/علاقے کا۔ کیا دونوں کا جواب یکساں ہے؟ جنوب کی بجائے نجبہ اختیار کرنے کا یہی اختلاف پیدائش/تکوین ۱۲:۹ اور ۲۴:۶۲ میں بھی پایا جاتا ہے۔ لفظ ''جنوب'' کی ''نجبہ'' بننے کی کہانی عیسائی مترجمین کی نہ صرف ایک عجیب الجھن ہے بلکہ ان کے بدلتے مزاج کو بھی واضح کرتی ہے۔ کنگ جیمز ورژن (KJV) میں یہ لفظ south ہے، جو بڑے حرف تہجی یعنی (capital'S') سے نہیں لکھا گیا، جس سے کسی خاص جگہ، علاقے یا ملک کی طرف اشارہ نکل سکتا تھا۔ معلوم ہوا کنگ جیمز بائبل میں یہ کوئی جگہ نہیں بلکہ ایک سمت تھی۔ کنگ جیمز بائبل پر ۱۸۸۱ء-۱۸۸۵ء میں نظر ثانی کی گئی، اس نظر ثانی شدہ بائبل کو جب اردو میں کتاب مقدس کے لیے بطور متن اختیار کیا گیا تو اس میں بھی اسے سمت ہی رہنے دیا گیا مگر جب ۱۹۵۸ء میں کلام مقدس کی باری آئی تو یہ جنوب کی بجائے نجبہ بنا دیا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں جب خیر اللہ صاحب نے عیسائی علماء کی ایک کمیٹی کے ہمراہ قاموس الکتاب مرتب کی تو کلام مقدس کو ماننے والوں کا اثر اس لفظ پر بھی پڑا، اس لیے قاموس الکتاب میں جنوب کے معنی لکھتے ہوئے اسے ایک ملک بھی کہا گیا، جس کا نام کمیٹی نے ''نجب'' تجویز کیا[۱۱۰] پھر کمیٹی نے نجب کو ملک کی بجائے ایک ایسا علاقہ بنایا جو زیادہ تر صحرا ہے، اس کے بعد اسی کمیٹی نے ہی نجب کو ایک عام صحرائی علاقے کی بجائے ''خاص علاقے کا جغرافیائی نام'' کہا اور اس کا نام نجب کی بجائے نجبہ رکھا تا کہ کلام مقدس کے مؤقف کو سچا کہا جا سکے، لیکن کیوں کہ ایسا کرنے سے کتاب مقدس کی مخالفت لازم آتی تھی اور شاید پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی ناراضگی کا اندیشہ بھی تھا، تو اس مشکل کو حل کرنے کے لیے انہوں یہ بھی لکھا ''یہ ایک عبرانی لفظ ہے، جس کے معنی

جنوب ہیں۔ یہ لفظ پروٹسٹنٹ ترجمہ میں نہیں لیکن کیتھولک ترجمہ میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے، مثلاً تکوین ۱۲:۹؛ ۱۳:۱؛ تثنیہ شرع ۱:۷؛ یوشع ۱۰:۴۰ وغیرہ" [۱۱۱] لیکن انگریزی خوان پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے ۸-۱۹۷۳ء میں جب NIV بنائی تو کسی خوف یا اعتراض کی پروا کیے بغیر south یعنی جنوب کو Negev لکھا۔ کیتھولک عیسائیوں نے کیوں کہ ان سے اپنا اختلاف برقرار رکھنا ہی تھا اور اپنی اردو بائبل کلام مقدس کی بھی کچھ موافقت ملحوظ خاطر تھی، غالباً اسی لیے انہوں جب برصغیر کے انگریزی خواں عیسائیوں کے لیے ۱۹۹۹ء میں NRSV بنگلور سے شائع کی تو اس لفظ کو Negeb لکھا، یہی NAB والوں نے کیا ہے۔ اس پیچ در پیچ جھگڑے کو جاننے کے بعد ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ علاقہ یا ملک ہے کدھر؟ اس سوال کا یقینی جواب کسی عیسائی کے پاس نہیں ہے۔ ایک عیسائی عالم کی مبنی برگمان رائے ہے:

"The Negeb is the probable site of Debir, a city of Judah c. 12 miles SW of Hebron."---[۱۱۲]

"نجب غالباً یہوداہ کے شہر ڈیبر کی جگہ ہے، جو حبرون کے جنوب مغرب میں تقریباً ۱۲ میل کے فاصلے پر ہے"۔

شلیم، صحیح و سلامت اور مشرق؟

پیدائش/تکوین ۱۸:۳۳

"اور یعقوب جب فدان ارام سے چلا تو ملک کنعان کے ایک شہر سکم کے نزدیک صحیح و سلامت پہنچا اور اس شہر کے سامنے اپنے ڈیرے لگائے"۔ [کتاب مقدس]

"اور یعقوب فدان ارام سے آکر شہر شلیم تک جو ملک کنعان میں اہل شکم کا شہر ہے پہنچا اور شہر کے مشرق میں جا بسا"۔ [کلام مقدس]

اس ورس میں اس بات پر غور کیجیے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب فدان ارام سے چلے تو کہاں پہنچے؟ کتاب مقدس کے مطابق آپ "تو ملک کنعان کے ایک شہر سکم کے نزدیک صحیح و سلامت" پہنچے، جب کہ کلام مقدس کا کہنا ہے کہ آپ "شہر شلیم تک جو ملک کنعان میں اہل شکیم کا شہر ہے" پہنچے۔ کلام مقدس میں شلیم کا ذکر ہے، جس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اہل شکیم کا شہر ہے، جب کہ کتاب مقدس میں شلیم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ وہاں شہر سکم کا تذکرہ ہے، جو کلام مقدس میں نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح کتاب مقدس میں "صحیح و سلامت" پہنچنے کا ذکر ہے، جو کلام مقدس میں نہیں ہے۔ یہ تو تھا اردو بائبلوں کا حال، انگریزی بائبلوں نے برینائے اختلاف دو گروپ بنائے ہیں۔ NAB اور NRSV دونوں کیتھولک اور NIV پروٹسٹنٹ بائبلوں کے مترجمین نے مل کر اردو بائبل کلام مقدس کے مترجمین کی مخالفت کی ہے۔ ان تینوں میں اس ورس کی تقریباً یکساں عبارت درج ذیل ہے:

"After Jacob came from Paddan Aram, he arrived safely at the city of Shechem in Canaan and camped within sight of the city."---(NIV)

ان کے برخلاف KJV کا انداز دوہرا ہے۔ اس نے ایک جگہ کلام مقدس کا جب کہ دوسری جگہ کتاب مقدس کا ساتھ دیا ہے۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَہٗ

"And Jacob came to Shalem, a city of Shechem, which is in the land of Canaan, when he came from Padan-aram; and pitched his tent before the city."---

اس کے "Shalem, a city of Shechem" الفاظ یعنی "شلیم سکم کا ایک شہر" سے اس کا کلام مقدس کے ساتھ ہونا صاف ظاہر ہے۔ شلیم کو شہر ماننے یا نہ ماننے کے اختلاف کے بارے میں آدم کلارک لکھتا ہے:

"The word shalem, in the Samaritan shalom, should be translated here in peace, or in safety.........Coverdale and Matthews translate this word as above, and with them agree the Chaldee and the Arabic: it is not likely to have been the name of a city, as it is nowhere else to be found." ---[۱۱۳]

"لفظ شلیم جو سامری میں شالوم ہے، کا ترجمہ یہاں امن یا با حفاظت کرنا چاہیے..........کورڈیل اور میتھیو نے اس لفظ کا یہی ترجمہ کیا، ان کے ساتھ کلدانی اور عربی تراجم موافقت کرتے ہیں۔ یہ کسی شہر کا نام ہو، درست نہیں ہے، کیوں کہ یہ کسی بھی دوسری جگہ نہیں پایا جاتا"۔

آدم کلارک ایک پروٹسٹنٹ عیسائی تھا، پروٹسٹنٹ اردو بائبل کی موافقت میں کیا وہ کیتھولک اردو بائبل کو غلط ثابت نہیں کر رہا ہے؟ دوسرا یہ سوال بھی توجہ طلب ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہاں ڈیرے لگائے؟ کتاب مقدس میں ہے "شہر کے سامنے" اور یہی موقف ہے چاروں انگریزی بائبلوں کا جو ان کے الفاظ "within sight of the city/ before the city" سے صاف ظاہر ہے۔ جب کہ کلامِ مقدس میں ہے "شہر کے مشرق میں"۔ "شہر کے سامنے" کے الفاظ سے چار سمتوں میں سے کسی سمت کا کوئی تعین نہیں ہوتا اور بات عموم پر رہتی ہے، جب کہ مشرق کے لفظ سے سمت کا متعین ہو جانا بالکل واضح ہے۔ سامنے کی بجائے مشرق لکھنے کا یہی اختلاف پیدائش ۲۳:۱۷ اور ۱۹ میں بھی پایا جاتا ہے۔ لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ سمت کا تعین کرنے والی بائبل غلط بیانی سے کام لے رہی ہے یا اس کا تعین نہ کرنے والی؟

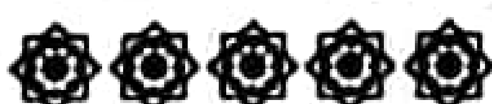
[جاری ہے]

حوالہ جات

۱۰۷......ترجمہ کنزالایمان، سورۃ النساء:۱۴۳
۱۰۸......پیدائش ۲۵:۲۸
۱۰۹......تکوین ۲۷:۲-۴
۱۱۰......قاموس الکتاب، حوالہ مذکور، صفحہ ۳۰۰
۱۱۱......قاموس الکتاب، حوالہ مذکور، صفحہ ۱۰۲۹

(112)...... Zondervan's Pictorial Bible Dictionary, p. 579.

(113)...... A Commentary and Critical Notes, p. 206.



تیرھویں قسط

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک بائبل کی ''پیدائش/تکوین(Genesis)''
ایک تجزیاتی مطالعہ

خورشید احمد سعیدی

E-mail: khursheedsaeedi@hotmail.com

شہر یا فرعون؟

پیدائش/تکوین ۲۱:۴۷

''اور مصر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک جو لوگ رہتے تھے ان کو اس نے شہروں میں بسایا''۔[کتاب مقدس]

''اور ساری زمین لوگوں کے ساتھ مصر کی ایک حد سے دوسری حد تک فرعون کی ہوگئی''۔[کلام مقدس]

اس ورس میں اختلاف اس سوال پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ مصر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کیا ہو گیا؟ کتاب مقدس کا جواب ہے کہ وہاں ''جو لوگ رہتے تھے ان کو اس نے شہروں میں بسایا'' یہی مؤقف KJV کا بھی ہے، جب کہ کلامِ مقدس میں بتایا گیا ہے کہ وہاں ''ساری زمین لوگوں کے ساتھ.......... فرعون کی ہوگئی'' کتاب مقدس کے جواب کی عبارت میں دو جملے ہیں، پہلے جملے میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ملک مصر کے شہروں میں نہیں بلکہ دیہاتوں، گاؤں، صحراؤں وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ دوسرا جملہ یہ واضح کرتا ہے کہ مصر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بکھرے رہنے والے انہیں لوگوں کو جمع کیا گیا اور انہیں ان کے سابقہ گھروں کی بجائے شہروں میں بسا دیا گیا۔ کتاب مقدس کے برخلاف کلام مقدس کے جواب میں صرف ایک جملہ ہے، جس میں لوگوں کو شہروں میں بسانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ کلام مقدس کے اسی ایک جملے کا مطلب یہ ہے کہ ملک مصر کی ساری زمین لوگوں سمیت فرعون کی ملکیت میں آ گئی۔ اس ورس میں کتاب مقدس کے شہروں کا تذکرہ کیا، کلام مقدس میں ہے؟ کیا یہاں کلام مقدس کے فرعون کا وجود کتاب مقدس میں ہے؟ کیا لوگوں کو شہروں میں بسانا اور

لوگوں کا زمین سمیت فرعون کی ملکیت میں چلے جانا ہم معنی باتیں ہے؟

انگریزی بائبلوں کا حال یہ نہیں بلکہ انہوں نے یہاں کوئی سبق پڑھایا ہے۔ NIV کے مترجمین کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ''reduced the people to servitude'' لوگوں کو غلام بنا لیا۔ NAB اور NRSV والوں اس سے زیادہ واضح یوں لکھا ہے: ''people were reduced to slavery'' لوگ غلام بنا لیے گئے۔ ایسے اختلافات کی جڑیں کن قدیم بائبلوں میں جمی ہوئی ہیں؟ NRSV اور NIV کے حاشیہ نویسوں نے اس سلسلے میں یہ بتایا ہے:

" Samaritan Pentateuch and Septuagint (see also Vulgate); Masoretic Text and he moved the people into the cities"---

''سامری توراۃ، ہفتادی اور لاطینی بائبلوں میں لوگوں کو غلام بنا لینا لکھا ہے، جب کہ ماثوری [عبرانی] متن میں ہے کہ اس نے لوگوں کو شہروں میں منتقل کیا''---

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط پڑا تو اہل مصر وغیرہ بدحالی، غربت اور تنگ دستی کے گڑھوں میں گر گئے۔ قرآن مجید کی طرح بعض بائبلیں بھی یہی لکھتی ہیں کہ آپ علیہ السلام کی دوراندیشی اور حسن انتظام سے لوگوں کی بھلائی کا منصوبہ عمل میں لایا گیا، تو وہ قحط کے اثرات سے محفوظ ہو گئے۔ لیکن جب بعض بائبلوں کے مترجمین بائبل میں معاشی بدحالی کے ایام میں لوگوں کو غلام بنا لینے کا درس دیتے نظر آتے ہیں تو ان اختلافات سے ہٹ کر ذہن موجودہ صورت حال کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کہیں ان عبارتوں کی بنیاد پر دنیا میں معاشی اور اقتصادی بحران پیدا کر کے، اولاد آدم کو غربت و افلاس کے شکنجوں میں جکڑ کر دنیا بھر کے لوگوں کو غلام بنا لینے کا منصوبہ تو شروع نہیں کر لیا؟ ایسے لوگوں کی بائبل انسانیت کے لیے کتنی خطرناک اور مضر ہے؟ دین حق کے علم برداروں اور اہل فکر و دانش کو اس کا مطالعہ کر کے لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے کا وقت ہے۔

مقامِ سجدہ، بستر یا عصا؟

پیدائش/تکوین ۴۷: ۳۰-۳۱

''بلکہ جب میں اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جاؤں تو مجھے مصر سے لے جا کر ان کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس نے جواب دیا جیسا تو نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گا ○ اور اس نے کہا کہ تو مجھ سے قسم کھا اور اس نے اس سے قسم کھائی، تب اسرائیل اپنے بستر پر سرہانے کی طرف سجدہ میں ہو گیا''۔ [کتاب مقدس]

''بلکہ جب میں اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جاؤں تو مجھے مصر سے لے جانا اور ان کے ہی قبرستان میں دفن کرنا ○ وہ بولا، جیسا تو نے کہا، میں کروں گا اور اس نے کہا کہ میرے سامنے قسم کھا تو یوسف نے اس کے سامنے قسم کھائی، تب اسرائیل نے عصا کے سرے کی ٹیک پر سجدہ کیا''۔ [کلام مقدس]

اس ورس میں اس بات پر غور کیجئے کہ جب حضرت یوسف نے قسم کھا لی تو حضرت اسرائیل علیہ السلام نے سجدہ کہاں کیا؟ اس سوال پر کتاب مقدس کا جواب ہے ''تب اسرائیل اپنے بستر پر سرہانے کی طرف سجدہ میں

ہو گیا'' یہی موقف NRSV، KJV اور NAB نے ''Israel bowed himself upon the bed's head'' کے الفاظ لکھ کر اپنایا ہے۔ جب کہ کلام مقدس میں ہے ''تب اسرائیل نے عصا کے سرے کی ٹیک پر سجدہ کیا'' NRSV اور NAB دونوں کیتھولک بائبلوں کے برخلاف NIV پروٹسٹنٹ بائبل نے ''Israel worshiped as he leaned on the top of his staff.'' کی عبارت اختیار کر کے کلام مقدس کا گروپ پسند کیا۔ کیا ''بستر پر سرہانے کی طرف'' اور ''عصا کے سرے کی ٹیک پر'' سے ایک ہی جگہ مراد لی جا سکتی ہے؟ اگر ایک آدمی دوسرے کو ایک بار کہے کہ بستر پر سرہانے کی طرف سجدہ کرو اور پھر اسے ہی کہے کہ عصا کے سرے کی ٹیک پر سجدہ کرو، تو کیا دونوں صورتوں میں سننے والا ایک ہی جگہ سمجھے گا؟ اس کے لیے بستر کا سرہانہ اور عصا کا سرا دو مختلف چیزیں نہیں ہوں گی؟ لیکن یہ دلچسپ حقیقت بھی مدنظر رہے کہ کتاب مقدس کے مترجمین نے خود اپنے ہی لکھے ''بستر پر سرہانے کی طرف سجدہ'' کے متضاد بیان دے کر عیسائیوں کو ایک الجھن میں ڈال دیا ہے۔ انہوں نے عہد نامہ جدید میں عبرانیوں کے نام خط میں لکھا ہے ''ایمان ہی سے یعقوب نے مرتے وقت یوسف کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک کو دعا دی اور اپنے عصا کے سرے پر سہارا لے کر سجدہ کیا'' [عبرانیوں ۱۱:۲۱] یہاں چاروں انگریزی بائبلوں نے کتاب مقدس کا ساتھ دیتے ہوئے ''the top of his staff'' ہی لکھا ہے۔ البتہ کلام مقدس نے اس جگہ بھی حسب سابق عصا کا سرا ہی لکھا ہے۔ اس طرح یہ واضح ہوا کہ NRSV، KJV اور NAB جنہوں نے پیدائش ۴۷:۳۱ میں کتاب مقدس کا گروپ اختیار کیا تھا، بھی داخلی تضاد کا شکار ہیں۔

اس اختلاف کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟ NAB نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے کہ عبرانی بائبل میں بستر جب کہ یونانی میں عصا ہے۔ عیسائی علماء نے اس تضاد کی وضاحت قدرے تفصیل سے پیش کی ہے۔ آیئے! اس کا جائزہ لیں، وہ لکھتے ہیں:

"The Hebrew words for "staff" and "bed" are spelled the same in their consonants. Since the vowels were not written in the original text, but were added around A.D. 700, words like the two above would look identical, since they had the same consonants.The Septuagint renders the passage in Genesis "staff" while later Jewish Masoretes translated the word "bed" instead of "staff". In light of this, "top of his staff" would be the likely rendition of the verses (Heb. 11:21) and the rendering "bed" (in Gen. 47:31) would be a vowel-pointing mistake." ---[۱۱۴]

''بستر اور عصا کے لیے عبرانی زبان کے حروف صحیحہ کا تلفظ یکساں ہے، کیوں کہ اصل متن میں حروف

علت/اعراب نہیں لکھے جاتے تھے، جو کہ ۷۰۰ء میں بڑھائے گئے، اس لیے مذکورہ دو جیسے الفاظ ایک ہی نظر آتے ہیں، کیوں کہ ان کے حروف صحیحہ ایک تھے۔ ہفتادی بائبل پیدائش میں اسے عصا لکھتی ہے، جب کہ بعد میں ماثوریوں نے اس کا ترجمہ عصا کی بجائے بستر کیا۔ اس وضاحت کی روشنی میں عبرانیوں ۲۱:۱۱ میں لکھا گیا ''عصا کا سرا'' تو درست ترجمہ ہے جب کہ پیدائش ۳۱:۴۷ میں لکھا گیا ''بستر'' حروف علت/اعراب کی غلطی کی وجہ سے ہے''۔

ہفتادی بائبل یونانی زبان میں ہے۔ یہ ترجمہ ۲۸۵ ق م میں مصر آجانے والے یہودیوں کے لیے کیا گیا، کیوں کہ وہ اپنی عبرانی زبان بھول گئے تھے۔ یہ ترجمہ ۷۰ یا بقول بعض ۷۲ ماہر یہودی علماء نے کیا تھا۔ اب ان کا کیا گیا ترجمہ جو زمانی لحاظ سے اصل متن کے زیادہ قریب تھے، غلط ہے، کیوں کہ وہ درست حروف علت یا اعراب کی پہچان نہ کر سکے تو ان کے ہاتھوں وجود میں آئی باقی بائبل کا باقی حال کیا ہوگا؟ حالانکہ یہ وہ بائبل ہے جسے عیسائیوں نے عہد نامہ جدید کی کتب کے لکھے جانے سے پہلے اپنا لیا تھا اور ایسا گلے سے لگایا کہ پندرھویں صدی میں ٹنڈیل کے ترجمے تک پوری دنیائے عیسائیت اسی بائبل اور اس کے لاطینی ترجمے کو چمٹی رہی۔ عیسائی اگرچہ عبرانی بائبل کو مانتے ہیں لیکن انہوں نے پندرھویں صدی سے پہلے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ کئی صدیوں تک یہودیوں کو امن سے اپنی کتابوں کی حفاظت کرنا نصیب نہیں ہوا تو عبرانی کا لکھا کس بنا پر زیادہ معتبر ہے؟ گویا اس قسم کا ردو بدل ظہور اسلام سے بہت پہلے کا ہے۔

اس کے علاوہ یہ اختلاف بھی صاف ظاہر ہے کہ کتاب مقدس کے علاوہ KJV، NRSV اور NIV کے مطابق بھی ''اس نے جواب دیا جیسا تو نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گا'' کے الفاظ ورس نمبر ۳۰، جب کہ انہیں سے ملتے جلتے کلام مقدس کے الفاظ ''وہ بولا، جیسا تو نے کہا، میں کروں گا'' ورس نمبر ۳۰ کے نہیں بلکہ ۳۱ کا حصہ ہیں۔ یہاں NAB کلام مقدس کے گروپ میں شامل ہے۔

چونتیس یا چوبیس برس؟

پیدائش/تکوین ۱۶:۱۱

''جب عبر چونتیس برس کا تھا تو اس سے فلج پیدا ہوا''۔ [کتاب مقدس]

''اور عابر چوبیس برس کا تھا، جب اس سے فالج پیدا ہوا''۔ [کلام مقدس]

دونوں بائبلوں کے درمیان شدید اختلافات کو واضح کرنے کے لیے اس ورس سے بڑھ کر اور کون سی دلیل ہو گی کہ کتاب مقدس کے مطابق فلج/فالج کی پیدائش کے وقت عبر/عابر کی عمر چونتیس (۳۴) برس تھی، جب کہ کلام مقدس کے مطابق اس کی عمر چوبیس (۲۴) برس تھی؟ چاروں انگریزی بائبلوں نے یہاں ''thirty four'' یعنی ۳۴ لکھ کر کلام مقدس کے متر[illegible]ن کی تکذیب کی ہے۔ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسائی دونوں کہتے ہیں کہ ان کی بائبلیں خدا کا کلام ہے، لیکن اس حا[illegible]ت [illegible] یہ کس طرح کلام خداوندی ہو سکتی ہیں؟ اگر انہیں غلط کی بجائے سچا ہی یعنی خدا کا لاتبدیل کلام مانا جائے تو نعوذ باللہ خود خدا پر تضاد بیانی کا الزام لاگو ہوگا کہ وہ پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی با[illegible] میں جو بات کرتا ہے کیتھولک عیسائیوں کی بائبل میں اس سے متضاد بات کرتا ہے۔ اگر ایسا رویہ کسی انسان کی

گفتگو میں پایا جائے تو کیا اسے لوگ بے اعتماد نہیں کہتے ہیں؟ تضاد بیانی جب بائبلوں میں ثابت ہے تو ان پر اعتماد کرنے والے دنیا اور آخرت میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اسے کتابت کی غلطی نہیں کہا جا سکتا، کیوں کہ ہم نے یہ عبارت طبع ہشتم ۱۹۹۹ء والے نسخہ سے لی ہے۔ ۱۹۵۸ء سے اس طبع تک ۴۱ سال گزر چکے ہیں، یہ اگر کتابت کی غلطی ہوتی تو اسے کب کا درست کیا جا چکا ہوتا۔ اگر آپ اس بات کو بھی تسلیم نہ کریں تو کم از کم اس بات سے تو کوئی مفر نہیں کہ عیسائی علماء اپنی کتب مقدسہ سے انتہائی بے احتیاط اور لا پرواہ واقع ہوئے ہیں یا اتنے کم علم ہیں کہ انہیں اپنی خامیوں کا احساس وادراک تک نہیں ہوتا۔

کیا: سنگ سلیمانی/ سنگ جزع؟

پیدائش/تکوین ۲:۱۲

''اور اس زمین کا سونا چوکھا ہے اور وہاں موتی اور سنگ سلیمانی بھی ہیں''۔[کتاب مقدس]

''اور اس زمین کا سونا عمدہ ہے اور وہاں مقل اور سنگ جزع بھی ہوتے ہیں''۔[کلام مقدس]

اس ورس کی عبارتوں کو پڑھنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس زمین میں سونے کے علاوہ دو اور چیزیں کیا ہیں؟ کتاب مقدس کی جوابی عبارت ہے ''وہاں موتی اور سنگ سلیمانی بھی ہیں'' جب کہ کلام مقدس کا جواب یوں ہے ''وہاں مقل اور سنگ جزع بھی ہوتے ہیں'' اس جگہ KJV اور NRSV نے ''bdellium and the onyx stone''، NAB ''bdellium and lapis lazuli'' جب کہ NIV نے ''aromatic resin and onyx'' لکھ کر اپنا اپنا اختلاف ظاہر کیا ہے۔ ہفتادی بائبل میں اسے ''ruby'' لکھا گیا ہے[۱۱۵] اس اختلاف پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا بائبلوں کا متن ایک اور محفوظ ہے؟ اگر وہ محفوظ ہے جیسا کہ عیسائی علماء سکھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تو پھر اس لفظ کا درست معنی کیا ہے؟ بائبل کے مشہور شارح آدم کلارک کا کہنا ہے:

It is impossible to say what is the precise meaning of the original words---[۱۱۶]

''اصل الفاظ کا ٹھیک ٹھیک معنی بتانا ممکن نہیں ہے''۔

یہ تو تھی متن میں خرابی اور عیسائی علماء کی کم علمی پر ان کے اپنے گھر کی گواہی۔ ادیان عالم کے مشہور مسلمان عالم ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ خبر غلط ہی نہیں جھوٹی بھی ہے، کیوں کہ یہ واقع کے مطابق نہیں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

و کذبة ثالثة وهی قوله ان ببلدزویلة اللؤلؤ الجید وهذا کذب ما لؤلؤ بها مکان اصلاً انما اللؤلؤ فی مغاصاته فی بحر فارس و بحر الهند و انهار بالهند و الصین و هذه فضائح لا خفاء بها لم یقلها الله تعالیٰ قط و لا انسان یهاب الکذب---[۱۱۷]

''تیسرا جھوٹ یہ قول ہے، زویلہ کے ملک میں عمدہ موتی ہیں اور یہ جھوٹ ہے، وہاں موتیوں کی کوئی جگہ نہیں، بلاشبہ موتی تو بحر فارس، بحر ہند، ہندوستان اور چین کے دریاؤں کی گھاٹیوں اور گہرائیوں میں ہیں۔ یہ کھلے عیوب ہیں، یہ ایسی باتیں ہیں جو نہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں اور نہ ہی ایسے انسان کی طرف

سے ہو سکتی ہیں جو جھوٹ سے ڈرتا ہو''۔

ابن حزم کے بیان سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ پیدائش ۲:۱۱ میں جس جگہ کا نام حویلہ بتایا گیا ہے، بقول ابن حزم اس کا نام زویلہ ہے، حویلہ نہیں ہے۔ عیسائی علماء کا بائبل میں مذکور اسماء کو بدلتے رہنا کوئی بات نہیں۔ اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ ابن حزم کے عہد میں جو بائبل اس کو دستیاب تھی، اس میں زویلہ تھا، مگر بعد میں اسے عیسائی مترجمین نے حویلہ بنا دیا۔

پردیسی یا چاندی؟

پیدائش/تکوین ۱۲:۱۷

''تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے، خواہ وہ گھر میں پیدا ہو، خواہ اسے کسی پردیسی سے خریدا ہو............''۔ [کتاب مقدس]

''تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے، خواہ گھر کی پیدائش ہو خواہ چاندی سے خریدا ہوا نوکر ہو............''۔ [کلام مقدس]

اس ورس میں غور کیجیے کہ کیا کتاب مقدس کی عبارت ''پردیسی سے خریدے ہوئے'' کا ذکر کلام مقدس میں ہے؟ حالانکہ چاروں انگریزی بائبلوں میں ''stranger/foreigner'' کے الفاظ موجود ہیں، جو پردیسی یا اجنبی کا معنی دے رہے ہیں۔ کلام مقدس کی عبارت ''چاندی سے خریدا ہوا نوکر'' کا مفہوم کتاب مقدس میں ہے؟ یہاں سب انگریزی بائبلوں میں ''with money'' کے الفاظ تو ہیں، لیکن ان کا معنی چاندی کہاں سے بنتا ہے؟ کتاب مقدس گروپ کی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ آدمی جسے پردیسی سے نہیں خریدا گیا، اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ ایسا مفہوم ہے جو کلام مقدس کے خلاف جاتا ہے کیوں کہ وہاں عمومی حکم ہے، یعنی پردیسی کی قید نہیں۔ اسی طرح کلام مقدس وغیرہ کے مطابق صرف اس نوکر کا ختنہ کیا جائے گا جو چاندی سے خریدا گیا ہوگا۔ سونے کے بدلے میں یا کسی اور چیز کے بدلے میں جو نوکر خریدا جائے گا، وہ اس حکم کے تحت داخل نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں یہ بائبلیں کیسے با اعتماد ہو سکتی ہیں؟ NAB اور NRSV نے اپنی عبارتوں میں ''house born slaves'' یعنی ''گھر میں پیدا ہونے والا غلام'' ذکر کر کے باقی بائبلوں کے مقابلے یہاں اضافہ کیا ہے۔

حوالہ جات

(114)...... Norman Geisler & Thomas Howe, When Critics Ask, (Grand Rapids: Baker Books, 2002), 5th, pp. 522-23.

(115)......Zondervan's Pictorial Bible Dictionary, p.100.

(116)......A Commentary and Critical Notes, p. 44.

۱۱۷......الفصل فی الملل و الأهواء و النحل، حوالہ مذکور، جلد ۱، صفحہ ۱۱۹

[جاری ہے]



چودھویں قسط

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک بائبل کی ''پیدائش/تکوین (Genesis)''
ایک تجزیاتی مطالعہ

خورشید احمد سعیدی
E-mail: khursheedsaeedi@hotmail.com

۱ سب پرندے

پیدائش/تکوین ۸:۱۹

''اور سب جانور سب رینگنے والے جان دار، سب پرندے اور سب جو زمین پر چلتے ہیں، اپنی اپنی جنس کے ساتھ کشتی سے نکل گئے''۔[کتاب مقدس]

''اور تمام جان دار بھی اور مواشی اور کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے ہیں، اپنی اپنی جنس کے مطابق کشتی سے نکل آئے''۔[کلام مقدس]

یہاں بائبلوں کے درمیان اختلاف یہ ہے کہ طوفان نوح کے بعد آپ علیہ السلام کی کشتی سے اپنی اپنی جنس کے مطابق کیا کیا نکلا؟ کتاب مقدس کا جواب ہے: ''سب جانور سب رینگنے والے جان دار، سب پرندے اور سب جو زمین پر چلتے ہیں'' جب کہ کلام مقدس کا جواب ہے: ''تمام جان دار بھی اور مواشی اور کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے ہیں'' جانور یا جان دار کے عموم کے بعد وہ حیوانات جن کا خصوصی ذکر ہے ان کی تعداد کتاب مقدس کے مطابق تین ہے۔ یعنی رینگنے والے جان دار، پرندے اور سب جو زمین پر چلتے ہیں، جب کہ کلام مقدس کے مطابق دو ہے اور وہ مواشی اور کیڑے مکوڑے ہیں، پرندوں کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ چاروں انگریزی بائبلوں میں Birds کے لفظ کی موجودگی کلام مقدس کے مترجمین کے رویے کو غلط ثابت کر رہی ہے۔ ایک اور بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ پانچوں بائبلوں کے برخلاف NAB نے جانوروں کی صفت ''wild and tame'' یعنی ''وحشی اور سدھائے ہوئے'' ذکر کر کے عبارت میں اضافہ کیا ہے جو نہ تو اردو اور نہ ہی باقی انگریزی بائبلوں میں پایا جاتا ہے۔

۲ گوشت کی جان

پیدائش/تکوین ۹:۴

''مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اس کی جان ہے، نہ کھانا''۔[کتاب مقدس]

''مگر تم گوشت کو اس کے خون کے ساتھ مت کھانا''۔[کلام مقدس]

اس ورس میں خون کے بارے میں کتاب مقدس کہتی ہے کہ وہ گوشت کی جان ہے جب کہ جان کا ذکر کلام مقدس میں نہیں ہے حالانکہ چاروں انگریزی بائبلوں میں life کا لفظ پایا جاتا ہے جو جان کا متبادل بن سکتا ہے۔ اس طرح کلام مقدس کے مترجمین نے اپنی الگ راہ اختیار کی ہے۔

۳ یافت کی اولاد

پیدائش/تکوین ۱۰:۵

''قوموں کے جزیرے ان ہی کی نسل میں بٹ کر ہر ایک کی زبان اور قبیلہ کے مطابق مختلف ملک اور گروہ ہو گئے''۔[کتاب مقدس]

''ان سے اقوام کے جزیرے مختلف ممالک میں تقسیم کیے گئے، یہ ہے یافت کی اولاد، ان کے گروہوں میں ہر ایک کی زبان اور قبیلہ کے مطابق''۔[کلام مقدس]

اس ورس سے ماقبل کی تین ورسز یعنی پیدائش/تکوین ۱۰:۲-۴ میں طوفان نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافت سے پیدا ہونے والی اولاد یعنی یافت کے چودہ مردوں کے نام مذکور ہیں۔ گویا پیدائش/تکوین ۱۰:۲-۴ اس وقت زیر غور ورس کا پس منظر یا سیاق ہے۔ اب دونوں بائبلوں کی اس ورس پر اگر یہ سوال پیش کیا جائے کہ قوموں کے جزیروں کو کیا ہوا؟ تو کتاب مقدس کا جواب ہے: ''قوموں کے جزیرے ان ہی کی نسل میں بٹ کر...... مختلف ملک اور گروہ ہو گئے'' جب کہ کلام مقدس کا جواب یوں ہے: ''اِن سے اَقوام کے جزیرے مُختلف مُمالک میں تقسِیم کیے گئے''۔ کیا کتاب مقدس کے جواب میں مذکور الفاظ ''ان ہی کی نسل میں بٹ کر'' کے ہم معنی یا متضاد المعنی الفاظ کلام مقدس میں ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کلام مقدس کا جملہ ''یہ ہے یافت کی اولاد'' جسے درج کرنے کی موافقت NAB اور NRSV نے بھی کی ہے، کتاب مقدس اور NIV دونوں میں نہیں ہے؟ علاوہ ازیں ''قوموں کے جزیرے یا اقوام کے جزیرے'' جس کے لیے KJV نے ''isles of the Gentiles'' لکھا ہے، کا تصور باقی تینوں انگریزی بائبلوں میں نہیں ہے۔ انہوں نے اس کی بجائے the maritime people، maritime nations یا the coastland peoples یعنی ''ساحل سمندر کے قریب رہنے والے لوگ، لکھا ہے۔ اسی طرح اگر NIV کی اس ورس کی درج ذیل عبارت پر غور کریں تو اس کا دوسری بائبلوں سے ایک فرق یہ نظر آتا ہے کہ اس کے مترجمین نے اس ورس کو بریکٹ میں لکھا ہے۔ دوسرا اس کے جملے کا فاعل ''the maritime people'' پیش نظر رکھیں تو اس کا معنی وہ نہیں ہے جو اردو یا باقی انگریزی بائبلوں کا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

(From these the maritime people spread out into their

territories by their clans within their nations, each with its own language.)

''ان سے سمندر کے قریب رہنے والے لوگ متعلقہ قوموں میں اپنے اپنے قبیلوں اور زبان کے مطابق اپنے اپنے علاقوں میں پھیل گئے''۔

٤ ختنہ، کس کا اور کب ہوا؟

پیدائش/تکوین ۱۷:۱۴

''اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے.....''۔[کتاب مقدس]

''اور ہر ایک قلفہ دار مرد جس کا ختنہ نہیں ہوا، وہ شخص اپنی قوم میں سے کاٹ ڈالا جائے.....''۔[کلام مقدس]

اس ورس میں اختلاف یہ ہے کہ اپنے لوگوں/اپنی قوم، سے کون کاٹ ڈالا جائے؟ کتاب مقدس کا جواب ہے کہ وہ ''فرزند نرینہ، جس کا ختنہ نہ ہوا ہو'' جب کہ کلام مقدس کے الفاظ ہیں: ''ہر ایک قلفہ دار مرد، جس کا ختنہ نہیں ہوا'' فرزند نرینہ اور مرد کو تو شاید ہم معنی کہا جا سکتا ہے لیکن ایسے انتخاب الفاظ سے یہ مفہوم ضرور سامنے آتا ہے کہ کتاب مقدس کے مطابق ختنہ چھوٹی عمر میں کر دینا چاہیے، جب کہ کلام مقدس کے لفظ مرد سے بڑی عمر کی طرف اشارا ہے، جس کی وجہ سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ ضروری نہیں، بلکہ یہ بڑی عمر میں بھی ہو سکتا ہے۔ کیا قلفہ دار کی قید کتاب مقدس میں بھی ہے؟ حالانکہ اس کا متبادل لفظ ''flesh of foreskin'' انگریزی بائبلوں میں موجود ہے۔

انسان کی جسمانی اور روحانی زندگی پر ختنہ کی وجہ سے جو مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں وہ انبیاء کرام کی تعلیمات اور طبی تحقیقات کی روشنی میں اصحابِ علم و دانش پر مخفی نہیں ہیں۔ نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کی صحت پر بھی ازدواجی زندگی کے دوران کئی منفی نتائج ختنہ نہ کروانے کے سبب سے سامنے آتے ہیں۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں، اوپر مذکور پیدائش/تکوین ۱۷:۱۲ اور ۱۴ پر بھی اگر غور کر لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو جو تعلیم دی اس میں ختنہ کی اہمیت واضح کرنے کے لیے کیسے سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ لیکن یہ کتنے بڑے ستم کی بات ہے کہ موجودہ عیسائیت کے بانی سینٹ پال/پولس نے آ کر ختنہ کو ممنوع قرار دے دیا۔[۱۲۱]

٥ میرے لوگوں کا بیٹا

پیدائش/تکوین ۱۹:۳۸

''اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام بن عمی رکھا۔ وہی بنی عمون کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں''۔[کتاب مقدس]

''اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام اس نے بن عمی رکھا، یعنی میرے لوگوں کا بیٹا۔ وہی بنی عمون کا باپ ہے، جو اب تک ہیں''۔[کلام مقدس]

کلام مقدس کے الفاظ ''یعنی میرے لوگوں کا بیٹا'' نہ کتاب مقدس میں اور نہ ہی KJV، NIV اور NRSV میں ہیں۔ البتہ NAB نے کلام مقدس کی طرح اپنی اس ورس میں "The son of my kin." کے الفاظ ضرور ڈالے ہیں۔

٦ بے خبر

پیدائش/تکوین ۲۰:۴

''پر ابی ملک نے اس سے صحبت نہیں کی تھی، سو اس نے کہا اے خداوند کیا تو صادق قوم کو بھی مارے گا؟'' [کتاب مقدس]

''لیکن ابی ملک نے اسے نہیں چھوا تھا، تو اس نے کہا کہ اے خداوند کیا تو ایک بے خبر اور صادق قوم کو بھی مارے گا؟'' [کلام مقدس]

اس ورس میں دونوں میں وجہ اختلاف قوم کی صفات ہیں، جو اس سوال کے ذریعے واضح ہوتی ہیں کہ ابی ملک نے کیسی قوم کا ذکر کیا تھا؟ کتاب مقدس کا جواب ہے: ''صادق قوم'' جب کہ کلامِ مقدس کا جواب ہے کہ وہ: ''ایک بے خبر اور صادق قوم'' تھی۔ کیا ''بے خبر'' کے الفاظ کتاب مقدس میں ہیں؟ ''بے خبر'' کے لیے چاروں انگریزی بائبلوں میں بھی آپ کو کوئی لفظ نہیں ملے گا۔ وہاں صرف ایک لفظ righteous جیسا کہ KJV میں ہے یا innocent جیسا کہ باقی تینوں میں ہے، ملے گا۔ یہاں اگر اول الذکر کا معنی صادق اور مؤخر الذکر کا معنی ناواقف یا بے خبر اختیار کیا جائے تو مشکل حل ہونے کی بجائے باہمی تضاد کی شکل میں سامنے آ جائے گی۔ اس کے علاوہ کلام مقدس کا باقی بائبلوں سے اختلاف قوم کی صفتوں کی بنیاد پر بہر حال رہے گا کہ یہ ایک ہے یا دو؟

۷ زندگی کے سال

پیدائش/تکوین ۲۳:۱

''اور سارہ کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہوئی، سارہ کی زندگی کے اتنے ہی سال تھے''۔ [کتاب مقدس]

''اور سارہ کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہوئی''۔ [کلام مقدس]

اس ورس میں کتاب مقدس کے مطابق دو جملے ہیں، جب کہ کلام مقدس کے مطابق ایک۔ دوسرا جملہ ''سارہ کی زندگی کے اتنے ہی سال تھے'' یا اس کا متبادل کلام مقدس میں نہیں ہے۔ اس جملے کے متعلق انگریزی بائبلیں دو گروپ بن گئی ہیں۔ KJV اور NRSV میں تو اس کے ہم معنی الفاظ ہیں جب کہ NIV اور NAB کے مترجمین اسے خارج کرنے میں کلام مقدس کے مترجمین کے ساتھ ہیں۔ اس طرح NRSV نے اس جملے کو خارج نہ کر کے اپنے فرقے کی اردو بائبل کلام مقدس اور انگریزی بائبل NAB سے اختلاف کیا ہے۔

۸ نہایت حیران

پیدائش/تکوین ۲۷:۳۳

''تب تو اضحاق بشدت کانپنے لگا اور اس نے کہا پھر وہ کون تھا جو شکار مار کر میرے پاس لے آیا اور میں نے تیرے آنے سے پہلے سب میں سے تھوڑا تھوڑا کھایا اور اسے دعا دی؟ اور مبارک بھی وہی ہوگا''۔ [کتاب مقدس]

''اور اسحاق نے بشدت خوف کھایا اور نہایت ہی حیران ہو کر کہا کہ وہ کون تھا جو شکار کر کے میرے پاس لایا، جس سے میں نے تیرے آنے سے پہلے کھا بھی لیا اور میں نے اسے برکت دی اور

برکت اس پر رہے گی''۔[کلام مقدس]

کلامِ مقدس میں ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے ''نہایت ہی حیران ہو کر کہا'' یہ بات نہ کتاب مقدس میں اور نہ ہی چاروں انگریزی بائبلوں میں ہے۔

۹ دو عورتیں

پیدائش/تکوین ۲۷:۴۶

''اور ربقہ نے اضحاق سے کہا میں حتی لڑکیوں کے سبب سے اپنی زندگی سے تنگ ہوں، سو اگر یعقوب حتی لڑکیوں میں سے جیسی اس ملک کی لڑکیاں ہیں کسی سے بیاہ کرلے تو میری زندگی میں کیا لطف رہے گا؟''۔[کتاب مقدس]

''اور رفقہ نے اسحاق سے کہا کہ حت کی بیٹیوں کے سبب میں اپنی زندگی سے تنگ ہوں۔سو اگر یعقوب حت کی بیٹیوں میں سے جیسی یہ دو عورتیں ہیں یا اس تمام ملک کی لڑکیوں میں سے کسی سے بیاہ کرے تو میری زندگی میں کیا لطف رہے گا''۔[کلام مقدس]

حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ ربقہ/رفقہ کی زندگی میں لطف کیوں نہیں رہے گا؟ اس سلسلے میں کتاب مقدس کا جواب ہے: ''اگر یعقوب حتی لڑکیوں میں سے جیسی اس ملک کی لڑکیاں ہیں، کسی سے بیاہ کرلے''۔جب کہ کلام مقدس کا اختلافی جواب یوں ہے: ''اگر یعقوب حت کی بیٹیوں میں سے جیسی یہ دو عورتیں ہیں یا اس تمام ملک کی لڑکیوں میں سے کسی سے بیاہ کرے''۔کیا کلام مقدس کے الفاظ ''یہ دو عورتیں ہیں یا'' کتاب مقدس میں پائے جاتے ہیں؟ واضح رہے کہ ایسے الفاظ چاروں انگریزی بائبلوں میں بھی نہیں ہیں۔اسی طرح ''حتی لڑکیوں'' اور ''حت کی بیٹیوں'' پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ حتی لڑکیوں کے الفاظ سے ایک قبیلے کی لڑکیوں کی طرف، جب کہ حت کی بیٹیوں سے کسی قبیلے کی طرف نہیں بلکہ ایک خاص آدمی حت جو کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا، کی طرف اشارہ کیا گیا ہے[۱۲۲] قاموس الکتاب میں حت کے متعلق لکھتے ہوئے آخر میں مرتبین نے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں: ''دیکھیے حتی''، لیکن قاموس میں انہوں نے برائے تعارف ''حتی'' کا اندراج کہیں بھی نہ کر کے غلط رہنمائی کی ہے۔

۱۰ دھاری دار اور کالے بچے

پیدائش/تکوین ۳۰:۴۰

''اور یعقوب نے بھیڑ بکریوں کے ان بچوں کو الگ کیا اور لابن کی بھیڑ بکریوں کے منہ دھاری دار اور کالے بچوں کی طرف پھیر دیے اور اس نے اپنے ریوڑوں کو جدا کیا اور لابن کی بھیڑ بکریوں میں ملنے نہ دیا''۔[کتاب مقدس]

''اور یعقوب نے بھیڑوں کے ان بچوں کو الگ کیا اور لابن کے گلّے میں انہیں نہ ملایا''۔[کلام مقدس]

کتاب مقدس کی عبارت ''اور لابن کی بھیڑ بکریوں کے منہ دھاری دار اور کالے بچوں کی طرف پھیر دیے اور اس نے اپنے ریوڑوں کو جدا کیا'' کا متبادل کلام مقدس میں نہیں ہے۔حالانکہ اسی سے مترادف عبارت KJV، NIV اور NRSV انگریزی بائبلوں کے مترجمین نے اس ورس میں شامل کی ہے۔ان کے برعکس NAB کیتھولک

بائبل کی اسی ورس کے درج ذیل الفاظ بالخصوص خط کشیدہ حصے پر غور کیجیے:

"The sheep, on the other hand, Jacob kept apart, and he set these animals to face the streaked or fully dark-colored animals of Laban. Thus he produced special flock of his own, which he did not put with Laban's flock."

جس کا معنی ''اس طرح اس نے اپنا خاص ریوڑ بنا لیا'' ہے۔ کیا یہی بات کتاب مقدس یا اس کی ہم خیال بائبلوں میں پائی جاتی ہے؟

۱۱ با اختیار آدمی

پیدائش/تکوین ۴۱:۳۴

''فرعون یہ کرے تا کہ اس آدمی کو اختیار ہو کہ وہ ملک میں ناظروں کو مقرر کر دے اور ارزانی کے سات برسوں میں سارے ملک مصر کی پیداوار کا پانچواں حصہ لے لے۔'' [کتاب مقدس]

''اور فرعون یوں کرے کہ ملک میں ناظروں کو مقرر کرے اور بڑھتی کے سات برسوں میں غلہ کا پانچواں حصہ مصر کے ملک سے لیا کرے۔'' [کلام مقدس]

کتاب مقدس کی اس ورس میں ''تا کہ اس آدمی کو اختیار ہو'' کے الفاظ بھی ہیں لیکن یہ نہ کلام مقدس میں اور نہ چاروں انگریزی بائبلوں میں پائے جاتے ہیں۔ اب یا تو یہ ہے کہ کتاب مقدس کے مترجمین کو فرعون کی بجائے ''اس آدمی'' سے کوئی خاص لگاؤ تھا کہ اس کا یہاں ذکر ضروری سمجھا یا باقی بائبلوں کو اس سے نفرت تھی لہٰذا اس کے ذکر کو خارج کر دیا۔

۱۲ براہ کرم

پیدائش/تکوین ۴۳:۲۰

''جناب! ہم پہلے بھی یہاں اناج مول لینے آئے تھے۔'' [کتاب مقدس]

''جناب براہ کرم ہماری بات سنیں، پہلی مرتبہ جب ہم غلہ خریدنے آئے تھے۔'' [کلام مقدس]

کلام مقدس کی عبارت ''براہ کرم ہماری بات سنیں'' نہ کتاب مقدس میں اور نہ ہی چاروں انگریزی بائبلوں میں ہے۔

[جاری ہے]

حوالہ جات

۱۲۱......عہد نامہ جدید میں ختنہ کے متعلق تفصیل کے لیے دیکھئے: لوقا ۱:۵۹؛ ۲:۲۱؛ یوحنا ۷:۲۲، ۲۳ اعمال ۷:۸؛ ۱۰:۴۵؛ ۱۱:۲؛ ۱۵:۱، ۵؛ ۱۶:۳؛ ۲۱:۲۱؛ رومیوں ۲:۲۵-۲۹؛ ۳:۱، ۳۰؛ ۴:۹-۱۲؛ ۱۵:۸؛ ۱۔کرنتھیوں ۷:۱۹؛ گلتیوں ۲:۳، ۷-۹، ۱۲؛ ۵:۲-۱۱؛ ۶:۱۲-۱۵؛ افسیوں ۲:۱۱؛ فلپیوں ۳:۳، ۵؛ کلسیوں ۲:۱۱؛ ۳:۱۱؛ ۴:۱۱؛ طیطس ۱:۱۰

۱۲۲......قاموس الکتاب، حوالہ مذکور، صفحہ ۳۱۸



پندرھویں و آخری قسط

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک بائبل کی ''پیدائش/تکوین(Genesis)'

ایک تجزیاتی مطالعہ

خورشید احمد سعیدی

E-mail: khursheedsaeedi@hotmail.com

۱۳ خادم اور مصیبت

پیدائش/تکوین ۴۴:۳۰

''سو اب اگر میں تیرے خادم اپنے باپ کے پاس جاؤں اور یہ لڑکا ہمارے ساتھ نہ ہو تو چونکہ اس کی جان اس لڑکے کی جان سے وابستہ ہے۔'' [کتاب مقدس]

''پس، اب میں اس لڑکے کے بغیر اپنے باپ کے پاس کیسے جاؤں، نہیں، وہ مصیبت جو میرے باپ پر پڑے گی میری برداشت سے باہر ہے اور چونکہ اس کی جان لڑکے کی جان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔'' [کلام مقدس]

اس ورس میں دو واضح اختلافات ہیں، پہلا یہ کہ کتاب مقدس کی طرح چاروں انگریزی بائبلوں میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی نے اپنے باپ کو ''تیرے خادم'' (your/thy servant) کی صفت سے بیان کیا ہے، جب کہ باپ کو خادم کی صفت سے کلام مقدس میں موصوف نہیں کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ کلام مقدس کی عبارت ''وہ مصیبت جو میرے باپ پر پڑے گی میری برداشت سے باہر ہے'' کا وجود کتاب مقدس کی طرح چاروں انگریزی بائبلوں میں بھی نہیں ہے، اس لیے سوال ہو سکتا ہے کہ اس ورس میں کتاب مقدس کے مترجمین نے اس قسم کی عبارت کو گھٹایا ہے یا کلام مقدس والوں نے اسے بڑھایا ہے؟ اور لگتا یہ ہے کہ کلام مقدس کے مترجمین نے یہ الفاظ بڑھائے ہیں، کیوں کہ یہ ان کے اپنے ہی فرقے کی انگریزی بائبلوں میں بھی نہیں ہیں۔ مثلاً NRSV کی اسی ورس کے سارے الفاظ یہ ہیں:

"Now therefore, whem I come to your servant my father and the boy is not with us, then, as his life is bound up in the boy's life,"

کلام مقدس کے الفاظ کا NRSV کے ان الفاظ سے موازنہ کریں تو واضح ہو جائے گا کہ کلام مقدس کے مترجمین نے کتنی آزادی اور بے خوفی سے یہاں عبارت کا اضافہ کیا ہے۔

خاتمۂ بحث

اس بحث کے خاتمہ میں دو چیزیں شامل ہیں، ایک نتائج بحث ہے اور دوسرا توراۃ وانجیل وغیرہ کے مندرجات

میں سے کچھ قبول یا رد کرنے کے لیے مسلمانوں کا معیار کیا ہے؟

نتائج بحث

۱ مذکورہ بحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں عیسائی حلقوں میں بائبل کا متن ایک بہت متنازع صورت حال اختیار کر چکا ہے، حتیٰ کہ بنیاد پرست حلقے بھی شکایات کر رہے ہیں کہ ان کے قدیم نسخوں سے کوئی دو بھی غیر متنازع متن پیش نہیں کرتے، لہٰذا ان سے جو بائبلیں بھی بنائی جاتی ہیں، وہ اختلافات اور پریشانیوں میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔

۲ اسمائے نکرہ اور معرفہ کے حوالے سے کی گئی بحث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ چاہے خدا تعالیٰ کا اسم ذاتی ہو یا اسمائے صفاتی، یہ انسانوں کے نام ہوں یا قبیلوں اور اقوام کے، یہ حیوانات کے نام ہوں یا نباتات کے، یہ جگہوں کے نام ہوں یا ممالک کے، سب تمام بائبلوں میں متفق علیہ نہیں ہیں۔ یہ بعض کے نزدیک معرفہ ہیں تو دوسروں کے نزدیک نکرہ، ان کے صرف تلفظ ہی اختلافی نہیں بلکہ یہ بائبل کی ایک کتاب میں کچھ لکھے ملتے ہیں تو دوسری کتب میں ان سے مختلف۔

۳ پندرہویں صدی عیسوی میں وجود میں آنے والے پروٹسٹنٹ فرقہ جس کے آج ہزاروں فرقے بن چکے ہیں، کی بائبلیں نہ صرف کیتھولک فرقہ کی بائبلوں سے مختلف ہیں بلکہ خود دوسرے پروٹسٹنٹ فرقوں کی بائبلوں سے بھی مختلف ہیں۔ یہی حال خود کیتھولک فرقوں کی بائبلوں کا بھی ہے کہ وہ نہ صرف پروٹسٹنٹ بائبلوں سے مختلف ہیں، اپنے ہی دوسرے گروپوں کے ہاتھوں وجود میں آنے والی بائبلوں سے بھی کافی اختلاف رکھتی ہیں۔

۴ متن بائبل اتنا خراب ہو چکا ہے کہ مترجمین کو جگہ جگہ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ انہیں کئی عبارات کا معنی یا تو سمجھ نہیں آتا یا وہ مشکوک اور غیر یقینی ہے۔

۵ اس بحث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مترجمین بائبل بعض اوقات عبرانی کی بجائے یونانی ترجموں سے ترجمہ کرتے ہیں کیوں کہ عبرانی متن مشکلات پیدا کرتا ہے۔

۶ یہ بھی پتا چلتا ہے کہ عبرانی متن بھی غیر متنازع نہیں ہے بلکہ اس کے کئی نسخے باہم ٹکراؤ کا شکار ہیں۔

۷ خدا اور انبیاء کے متعلق بائبل میں گستاخانہ عبارتیں تو ہیں ہی مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ مختلف بائبلیں ان گستاخیوں کو ختم کرنے کی بجائے نئے نئے انداز سے سامنے رکھتی ہیں۔

۸ بائبلوں میں کئی اختلافات واضح طور پر صریح المعقول اور صریح المنقول کی قسم کے ہیں، کبھی خدا کو انسان اور کبھی اسے فرشتہ بنانے کا کام کئی جگہوں پر ہوا ہے۔

۹ اس بحث سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ عیسائی علماء انتہائی لاپروا اور اپنی کتابوں سے غافل واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً ۲۴ر اور ۳۴ر کا فرق چالیس سال سے موجود ہے۔

۱۰ اس بحث نے تحریف معنوی اور لفظی کی سیکڑوں مثالوں سے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس کے سارے مندرجات وحی الٰہی سے نہیں ہیں، اگرچہ اس کی بعض عبارتیں آثار نبوت ہیں۔

موجودہ توراۃ اور انجیل کے متعلق مسلمانوں کا موقف

مذکورہ بحث سے توراۃ اور انجیل کی موجودہ صورت حال واضح ہو جانے کے بعد یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اثباتِ

تحریف کے بعد اب مسلمانوں کا ان کتابوں کے بارے کیا موقف ہے؟ شیخ عبدالرحمٰن حبنکۃ دمشقی نے اس حوالے سے بڑی خوب صورت اور مفصل بحث کرنے کے بعد دو نکاتی خلاصہ یوں پیش کیا ہے:

۱ لا یصح الاعتقاد بأی کتاب من کتب العهدین القدیم و الجدید علیٰ أنه کُتاب من عند اللّٰه، لأنها تفقد وسائل صحة النسبة الیٰ اللّٰه تعالیٰ، وفق المنهج العلمی المعتمد عقلاً و شرعاً---[۱۲۳]

"عہد نامہ قدیم اور جدید کی کتب میں سے کسی بھی کتاب کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ عقلی اور شرعی بنیادوں پر قابل اعتماد علمی طریق کار کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح نسبت کے تمام وسائل سے محروم ہو چکی ہیں"۔

۲ ان مضمون کل نص من نصوص کتب أهل الکتاب الحالیة، سواء کان خبراً تاریخیاً، أو حقیقة علمیة، أو حکماً شرعیاً: ان صدّقه القرآن أو صدّقته السنة فهو مقبول عندنا یقینا، و ان کذبه القرآن أو کذبته السنة فهو مردود عندنا یقینا، و ان سکت القرآن و سکتت السنة عن تصدیقه أو تکذیبه، فاننا نسکت عنه، فلا نصدّق و لا نکذب، لاحتمال الصدق و الکذب فیه، الا اذا دلت دلائل الواقع علی تصدیقه أو تکذیبه، فاننا نتبع حکم هذه الدلائل من تصدیق أو تکذیب---[۱۲۴]

"اہل کتاب کی موجودہ کتب کی کوئی بھی عبارت چاہے وہ کوئی تاریخی خبر ہو یا کوئی علمی حقیقت یا کوئی شرعی حکم، اگر قرآن یا سنت رسول ﷺ اس کے سچے ہونے کی تصدیق کریں تو ہم اسے یقیناً قبول کریں گے اور اگر اس بات کو قرآن یا سنت رسول ﷺ جھٹلائیں تو ہمارے نزدیک بھی وہ یقیناً مردود ہوگی اور اگر ان کتابوں کی کسی بات کی تصدیق یا تکذیب سے خاموشی اختیار کریں تو ہم بھی اس کے متعلق خاموش رہیں گے، نہ اسے سچا مانیں گے اور نہ ہی جھوٹا، کیوں کہ اس کے سچے یا جھوٹے کا احتمال ہے مگر جب اس کی تصدیق یا تکذیب پر کوئی واقعی دلائل پائے جائیں تو ہم اسے سچا یا جھوٹا ماننے کے لیے ان دلائل کے حکم کی پیروی کریں گے"۔

اس سلسلے میں اسلامی موقف کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد عبداللہ شرقاوی مصری لکھتے ہیں:

و اذا کانت القاعدہ أن ما صدّقه القرآن مما جاء فی کتبهم صدّقناه و ما کذّبه کذّبناه، و ما سکت عنه سکتنا عنه، فلا نصدّ ق به أو نکذّب فلا ضیر علینا ان قلنا ان کلام التوراة هنا فیه بقیة من وحی، و أثارة من نبوة، و سیاخذک العجب من هذا الوفاق من نصوص قرآنیة و توراتیة کثیرة حول هذا الموضوع---[۱۲۵]

"اگر یہ اصول یا قاعدہ ہو کہ ان کتابوں میں موجود جس جس بات کی تصدیق قرآن مجید کرے گا ہم اس کی تصدیق کریں گے اور جس بات کو جھٹلائے گا ہم بھی اسے جھوٹا مانیں گے اور جس بات سے قرآن خاموشی اختیار کرے گا ہم بھی خاموش رہیں گے، نہ اسے سچا مانیں گے اور نہ جھوٹا، تو یہ بات کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ توراۃ کے بعض مقامات پر نازل شدہ وحی میں سے کچھ بچا ہوا ہے اور انبیاء کی تعلیمات کے

آثار اس میں ملتے ہیں اور آپ کو حیرانی ہوگی کہ قرآن اور توراۃ میں موافق باتیں بھی بہت زیادہ ہیں''۔

اس کے بعد اگر یہ سوال ہو کہ جب یہ حکم ہے تو پھر اتنی لمبی چوڑی بحث جس میں تحریف کو ثابت کیا گیا ہے اس کے غلط ہو جانے کی طرف ذہن نہیں جائے گا؟ اسی کے جواب میں شرقاوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

أما هذا الوفاق فانه غير قادح البتة في الحكم بتحريف التوراة و تغييرها و تزييفها ذلک اننا لم نقل ان جميع هذا الكتاب المسمى التوراة بجميع اسفاره و فقراته و كلماته و حروفه و الفاظه قد بدله أحبار بني اسرائيل و غيّروه و زيفوه لكننا نقول ان أحبارهم قد حرفوه هذه التوراة تحريفا لفظيا و ذلک بالزيادة في مواضع، و الحذف و النقص من مواضع و التبديل في مواضع، كما حرفوه تحريفا معنويا، و هذا يكفي في اسقاط حجيته تماما و اثبات بشريته و وضعه و على ذلک فلا مانع من ان تبقى آثار نصوص فيه لم يغيرها التحريف، أو لم يطمسها كلية و مقياسنا للحكم على ذلک و تبيينه هو القرآن الكريم، و موافقته له و ما يقال في التوراة يقال كذلک في الانجيل و الله اعلم---[۱۲۶]

''قرآن اور موجودہ توراۃ میں اس قسم کا اتفاق اس حکم اور فیصلہ میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا جو ہم نے توراۃ کی تحریف، ردوبدل اور گڑبڑ کی وجہ سے سامنے رکھا ہے۔ کیوں کہ ہم نے یہ بالکل نہیں کہا کہ توراۃ کے تمام فقروں، الفاظ اور حروف کو بنی اسرائیل کے علماء نے بدل دیا، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ان کے احبار نے توراۃ میں لفظی تحریف کی ہے کہ کہیں الفاظ بڑھا دیے، کسی جگہ خارج کر دیے اور کسی جگہ اول بدل کر دیا۔ اسی طرح انہوں نے تحریف معنوی بھی کی ہے، توراۃ کو نا قابل اعتماد بنانے کے لیے اتنا کافی ہے۔ اس کا انسانی ہاتھوں سے تشکیل پانا اور وضع کیا جانا ثابت ہے۔ اس کے باوجود بھی یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس میں ابھی تک ایسی باتیں ضرور موجود ہیں جو تحریف سے پاک ہیں۔ بدلی ہوئی اور نہ بدلی ہوئی عبارتوں کا فیصلہ کرنے کے لیے ہمارا معیار قرآن مجید ہے اور جو حکم توراۃ کے متعلق ہے وہی انجیل کے بارے میں بھی ہے''۔

و الله اعلم و صلى الله على سيدنا و حبيبنا محمد و على آله و صحبه و سلم

حوالہ جات

۱۲۳......شیخ عبدالرحمٰن حبنکۃ، العقيدة الاسلامية و أسسها، (دمشق، دار القلم، طبع ۳، ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء) صفحہ ۵۸۵-۵۸۶

۱۲۴......ایضاً

۱۲۵......محمد عبداللہ شرقاوی، الكنز المرصود في فضائح التلمود، (بیروت، دار عمران، قاہرہ، مکتبۃ الزہراء، طبع اول ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۳ء)، صفحہ ۹۲-۹۳/صحیح بخاری، جلد ۲، باب قول النبی ﷺ لا تسئلوا اهل الكتاب عن شيء، صفحہ ۱۰۹۴، ۶۴۴

۱۲۶......ایضاً

